



## سوال

(03) "لا اکراه فی الدین" کا مفہوم

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"لا اکراه فی الدین" کے متعلق بحث کریں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اسلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ و حکمت اور موعظہ حسنیہ کے ساتھ پھیلاتا تھا، کسی نے بھی زبردستی نہیں کی تھی قرآن کریم نے جن بھی انبیاء کرام کے احوال بیان کئے ہیں ان میں غور کرنے کے بعد یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ ان بزرگ ہستیوں نے تو خود دین کی تبلیغ کی خاطر دشمنوں کی تکالیف برداشت کیں مگر ان پر زبردستی نہیں کی اور پوری کوشش کے باوجود جب وہ کفر پر ڈٹے رہے تو یہ بزرگ ہستیاں صرف یہ کہہ کر ان سے الگ ہو گئیں کہ:

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا نَبِّئُ الْقَبِيلِ

اس طرح قرآن کریم میں اصولی طور پر فرمایا گیا ہے کہ:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ لِلَّذِينَ لَزِمُوا الدِّينَ لِقَايَ مَنْ يَخْتَارُ لِطَاعَتِ اللَّهِ وَمِنْ يَدِ اللَّهِ نَزَلَتِ السَّلَامَةُ وَالْإِيمَانُ لِلَّذِينَ لَزِمُوا الدِّينَ وَ لِلَّذِينَ سَبَّحُوا عَلِيمًا (البقرة: ۲۰۶)

"دین میں زبردستی نہیں ہے ہدایت گمراہی سے الگ کی گئی ہے، پھر جو کوئی طاعت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے ایک مضبوط سہارا تمام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

بہر حال اصل دین اسلام میں نہ زبردستی جائز ہے اور نہ ہی کرنی چاہئے۔

حدا ما عندی واللہ اعلم بالصواب



صفحه نمبر 64

محدث فتویٰ